ایک نورانی سفر ایسا بھی

اس دنیا میں جتنا اہم ہمارا عمل ہے، اس سے کہیں زیادہ اہم ہمارے سوچنے کا انداز ہے۔ زندگی کی ہر خوشی اور اطمینان، مثبت اندازِ فکر میں پوشیدہ ہے۔ جس انسان کے پاس مثبت سوچ کا سرمایہ نہیں اس کا کوئی عمل اسے خوشی اور کامیابی نہیں دے سکتا۔ لیکن جس کے پاس یہ دولت ہو تو پھر وہ ذات، ذات نہیں رہتی انجمن بن جاتی ہے۔ حضور اشرف الفقہا کی ذات ایسی ہی تھی، کبھی بھی منفی سوچ کو اپنے اوپر حاوی نہ ہونے دیا، مشورہ ہر کام میں فرماتے لیکن کبھی کسی منفی اور بزدلانہ مشورہ کی بنیاد پر کہیں پیچھے ہٹ کی ہو، آپ کی پچاسی سالہ تاریخ میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ملتا۔

سرفراز احمد ازہری نوساری

اس دنیا میں جتنا اہم ہمارا عمل ہے، اس سے کہیں زیادہ اہم ہمارے سوچنے کا انداز ہے۔ زندگی کی ہر خوشی اور اطمینان، مثبت اندازِ فکر میں پوشیدہ ہے۔ جس انسان کے پاس مثبت سوچ کا سرمایہ نہیں اس کا کوئی عمل اسے خوشی اور کامیابی نہیں دے سکتا۔ لیکن جس کے پاس یہ دولت ہو تو پھر وہ ذات، ذات نہیں رہتی انجمن بن جاتی ہے۔ حضور اشرف الفقہا کی ذات ایسی ہی تھی، کبھی بھی منفی سوچ کو اپنے اوپر حاوی نہ ہونے دیا، مشورہ ہر کام میں فرماتے لیکن کبھی کسی منفی اور بزدلانہ مشورہ کی بنیاد پر کہیں پیچھے ہٹ کی ہو، آپ کی پچاسی سالہ تاریخ میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ملتا۔ ہمیشہ مسلک اعلیٰ حضرت کی آبیاری کے لئے کمر بستہ رہے نہ جانے کتنی بستیاں کتنے شہر جہاں پر سرکار اعلیحضرت کا نام لینا جرم سمجھا جاتا تھا، آپ نے اپنی محنت شاقہ اور جہد مسلسل سے عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا جام پلایا کہ نہ صرف موجودہ نسلیں بلکہ آئندہ نسلیں بھی سیراب ہوتی رہیں گی۔ مجھے تو آج بھی یقین نہیں آ رہا ہے کہ حضور اشرف الفقہا ہمارے درمیان نہیں رہے، اور کیسے یقین ہو کہ امسال کا حج کرونا وائرس کی نذر ہوا لیکن گزشتہ سال کا حج وہ تو اب یادگار بن گیا کیونکہ وہ حضور اشرف الفقہا کا آخری حج تھا اور اس حج میں مجھے اپنی اہلیہ کے ساتھ حضرت کی خدمت کی خوب سعادتیں میسر آئیں، جیسے جیسے تحریر بڑھتی جا رہی ہے، وہ تاریخ فلم کی طرح ذہن کی اسکرین پر چل رہی ہے، کوئی اہل قلم ہوتا تو جہان لوٹ لیتا، ہمیں تو لکھنے کی تمیز نہیں بس برکت کے لئے چند باتیں سپرد قرطاس کرتا ہوں۔

بات ۴/ذی الحج ۱۴۴۰ھ بروز اتوار کی ہے جب مکہ مکرمہ میں مغرب کا وقت ہونے والا تھا کہ یہ اندوہناک خبر قیامت بن کر سب پر ٹوٹ پڑی کہ شہزادۂ عزیز العلماء حضرت حافظ و قاری مولانا مرتضیٰ علیہ الرحمۃ سیلاب کے پانی میں ڈوب کر مقام شہادت سے سرفراز ہوگئے، خبر نہیں بجلی تھی، سناٹا چھا گیا، خود حضور اشرف الفقہا کی حالت دیدنی تھی۔ باوجود اس کے نہ آپ کی زبان سے کچھ اور نکلا اور نہ کسی کی زبان سے نکلے، اس کا اس وقت بھی خاص خیال رکھا اور گھر کے جتنے افراد وہاں تھے جا جا کر سب کو تسلی دیتے رہے اور ہمت بندھاتے رہے، یہاں تک کہ اس مشکل وقت میں اللہ تعالیٰ نے حدیث پاک کا یہ حصہ آپ ہی کی زبان مبارک پر جاری فرمایا "الغریق شہید"، جس کا فوری اثر سب نے دیکھا کہ عزیز العلماء سنتے ہی شکر الٰہی بجالانے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لخت جگر کو مقام شہادت عطا فرمایا۔ حضور اشرف الفقہا کی موجودگی نے سب کو ڈھارس بندھائی پھر آپ نے فرمایا 'مولانا آپ کے ساتھ میری بھی واپسی کا انتظام کرو، میں بھی آپ کے ساتھ ہندوستان واپس جاؤنگا، یوں حج سے پہلے ہی واپسی کی کوشش شروع ہوگئی لیکن انسانی کوششیں اس وقت شکست کھا گئیں جب پتہ چلا کہ حاجی ایام حج میں حج ویزہ پر ایک مرتبہ حرم پاک میں پہنچ جائے تو پھر حج سے پہلے واپسی قریباً ناممکن ہے، آپ کو واپسی سے روک دیا گیا لیکن عزیز العلماء کی واپسی کے اسباب بن گئے، یوں تو حضرت کی خدمت تنہا عزیز العلماء کرتے تھے، وہ اب ہم سب کو مل کر کرنی تھی، عزیز العلماء کی واپسی کے بعد چار دن کیسے گزرے کچھ پتہ نہیں، بس روزانہ دوپہر بعد میں اپنی اہلیہ کے ساتھ حضرت کے ہوٹل پر آجاتا اور ہم دیر تک وہیں ٹھہرتے، یہاں تک کہ پھر حضرت جانے کی اجازت دیتے تو ہم لوٹ آتے۔ یوں دن گزرتے رہے اور آخر کار سات ذی الحجہ کا دن آ گیا حضرت نے چھ تاریخ کو ہی بتا دیا تھا کہ سات تاریخ کو رات میں کھانے سے فارغ ہو کر حرم شریف چلیں گے اور ساتھ ہی حج کا احرام باندھیں گے اور پھر نفلی طواف کرلیں گے تاکہ حج کی سعی پیشگی ادا ہو جائے۔ کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ یہ سعادت میسر آئے گی، میں اپنی اہلیہ کے ساتھ شام ہی میں حضرت کے ہوٹل پہنچ گیا، کھانے وغیرہ سے فراغت کے بعد سب نے غسل کیا اور سفید کپڑے پہن کر حرم شریف کیلئے نکلے، ویسے ٹرافک بہت تھی لیکن ہم وقت پر حرم شریف پہنچ گئے، مستجاب کے سامنے پہنچ کر دو رکعت نماز نفل ادا کی، پھر حج کی نیت اور دعا سے فارغ ہو کر طواف کے لئے اٹھے کہ میں نے عرض کی کہ میں نے اپنے والد مرحوم کی طرف سے حج بدل کی نیت کی اور میری اہلیہ نے اپنے مرحوم بھائی (حافظ وقاری مولانا مرتضیٰ) کی طرف سے حج بدل کی نیت کی۔ (یہ ہماری بات ہو چکی تھی) اس لئے حضرت کے گوش گزار کر دی، حضرت مسکراتے ہوئے فرمانے لگے کہ میں نے بھی (حافظ) مرتضیٰ کے لئے حج بدل کی نیت کی سبحان اللہ! اس وقت ہمیں حافظ صاحب کی قسمت پر رشک آ رہا تھا کہ ایک طرف شہادت والی موت اور دوسری اشرف الفقہاء جیسی شخصیت کا حج بدل کرنا۔ 'ان الفضل بید اللہ یوتیہ من یشاء'۔

بحمدہ تعالیٰ بہت ہی اطمینان وسکون کے ساتھ جب طواف و سعی مکمل ہوئی تو اس وقت رات کا اچھا حصہ گزر چکا تھا اس لئے وہاں نہ بیٹھ کر حضرت کو چھوڑنے کے لئے ہوٹل روانہ ہوئے جیسے ہی ہم لوگ ہوٹل پہنچے، استقبالیہ پر عالیجناب خالد بھائی الخالد ٹور کے آرگنائزر سے ملاقات ہوئی، انہوں نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ "میں آپ دونوں (میں اور میری اہلیہ) کو منیٰ، مزدلفہ، عرفات، کے گیٹ پاس بنوا دیتا ہوں تاکہ آپ دونوں حضرت کے ساتھ ہی رہیں، کیا حسین موقع! اللہ نے اپنے محبوب کے صدقے بن مانگے عطا فرمایا لیکن میں نے انہیں ایسا کرنے سے منع کیا، اس لئے کہ میں جس ٹور سے آیا ہوں اس کے اکثر حجاج دین سے بالکل نابلد ہیں۔ حضرت نے بھی اجازت دے دی کہ نہیں وہیں بہتر ہے، یوں ہم لوگ رات کے آخری پہر اپنے ہوٹل پہنچے، ابھی کچھ ہی دیر گزری تھے کہ "الصلوٰۃ خیر من النوم" کی صدا گونجنے لگی، اٹھ کر نماز فجر ادا کی، نماز کے بعد فوراً ہی ٹور کی طرف سے اعلان ہوا کہ ناشتہ تیار ہے، حجاج کرام جلد فارغ ہو کر نیچے آجائیں، منیٰ کے لئے بس لگ چکی ہے۔ بس یہ اعلان کی دیر تھی کہ اب کہاں کا ناشتہ اور کہاں کی بھوک! بس جلدی منیٰ پہنچ جائیں، جلدی سے نیچے اتر کر اپنی سیٹ سنبھال لی اور دیکھتے ہی دیکھتے خیموں کی وادیوں میں پہنچ گئے جہاں پر نہ جانے عشق و اطاعت کی کیسی لازوال تاریخ رقم ہے۔ منیٰ پہنچ کر سب سے پہلے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس نے مجھ جیسے گناہ گار اور محتاج کو یہاں کی حاضری کی سعادت نصیب فرمائی۔

جب ہم اپنے خیمے میں پہنچ گئے تو اب دو کام اول فرصت میں کرنا تھے۔ پہلا جمرات کی دوری کتنی ہے؟ اور دوسرا حضرت کا خیمہ کہاں ہے؟ دونوں کام اللہ تعالیٰ نے آسان فرما دیئے، جیسے ہی میں اپنی اہلیہ کے ساتھ خیمہ سے باہر نکلا سامنے ہی بورڈ آویزاں تھا، جس پر جلی حروف سے تحریر تھا جمرات 1.3، اللہ کا شکر ادا کیا کہ کوئی خاص دوری نہیں، اب رہی حضرت کے خیمہ کی تلاش، پس ہم جمرات کی طرف 900 میٹر چلے کہ میرے بائیں جانب ایک بورڈ معلم نمبر چار کا نظر آیا، پھر کیا تھا جلدی جلدی دوڑ پڑے کہ الخالد ٹور کا معلم نمبر چار ہی تھا۔ ہم لوگ جیسے ہی گیٹ پر پہنچے گارڈ نے داخل ہونے سے منع کر دیا اب کیا کریں، جلدی جلدی دو تین لوگوں کو فون کیا لیکن کسی سے کوئی رابطہ نہیں ہو سکا، تھک ہار کر اب ہمارے پاس آخری راستہ بچا تھا اور وہ تھا حضور اشرف الفقہا کا، میں نے فون لگایا ابھی رنگ بجی نہ بجی باوقار سلام کی آواز، بعدہ کہاں ہو؟ حضور: گیٹ پر ٹھیک ہے آتا ہوں۔ فون کٹ گیا، اور دو چار منٹ میں حضرت خود بہ نفس نفیس تشریف لائے، اب کیا بندش اور کیا رکاوٹ، حضرت ہمیں لے کر اپنے خیمے میں تشریف لائے یہاں پر کافی دیر تک ٹھہرنا ہوا، یوں حضرت کے فیض سے ہم سب برابر مستفیض ہوتے رہے، یہاں تک کہ شام ڈھلنے لگی تو اجازت لے کر جانے لگے اور کل میدان عرفات میں ملاقات کے لئے آسانی ہو جائے، اس دعا کی گزارش بھی کر دی۔

آج ۹ ذی الحج ۱۴۴۰ھ حج کا رکن اعظم وقوف عرفات ہے۔ گزشتہ شب سے ہی حجاج کرام کے قافلے میدان عرفات پہنچنے لگتے ہیں۔ ہم لوگوں کو نماز فجر کے بعد بذریعہ بس نکلنا تھا، لہٰذا سارے لوگ جلد اٹھ کر اپنی ضروریات سے فارغ ہو کر بس میں سوار ہو گئے، یوں اللہ تعالیٰ نے ایک بار پھر عرفات پہنچا دیا، الحمد للہ رب العالمین جلد ہی ہمارا گروپ اپنی ضروریات سے فارغ ہو گیا کہ ٹور والے نے کھانے کا اعلان کر دیا جلدی جلدی کھانا ہوا۔ کھانا کھانے کے فوراً بعد نماز ظہر ادا کی، یوں نماز کے بعد وقوف شروع ہوا اور ہمارے پورے گروپ نے کھڑے ہو کر درود و استغفار کی تسبیح پڑھی پھر اجتماعی دعا شروع ہوئی یوں یہ محفل تقریباً ایک گھنٹہ جاری رہی، یہاں تک کہ صلاۃ وسلام پر محفل کا اختتام ہوا، پھر میں نے اپنے ساتھیوں سے اجازت چاہی اور سب سے گزارش کی کہ اب ہر شخص اپنے اپنے انداز میں دعائیں کرے کہ یہ موقعہ پھر زندگی میں دوبارہ ملے نہ ملے۔

وہاں سے فارغ ہو کر میں اپنی اہلیہ کے ساتھ میدان عرفات میں حضرت کی تلاش میں نکلا، یقیناً گزرنے والا وقت بڑا قیمتی تھا لیکن اس سے زیادہ قیمتی حضرت کی صحبت و محفل تھی جو میسر آجاتی، کیونکہ ہمارا گھنٹوں دعا کرنا وہ اثر نہیں دکھاتے جو حضور اشرف الفقہا کے چند الفاظ دکھاتے۔ اللہ کا ایسا کرم ہوا کہ ہم لوگ اپنے خیمے سے ابھی نکل کر دو چار منٹ ہی چلے ہونگے کہ سامنے ہی معلم رقم 4 کا بڑا بورڈ آویزاں نظر آیا، اتنی جلدی عرفات میں خیمہ مل جائے گا یہ تو سوچا بھی نہیں تھا وقت بہت کم تھا اس لئے کسی طرح کی تاخیر کرنا اپنے پیر پر کلہاڑی مارنے جیسا تھا کہ ہم بلا کسی تاخیر فوراً ہی گیٹ میں داخل ہو کر حضرت کے خیمہ کی طرف بڑھے ذرا سی دیر کے چلنے نے ہمیں پھر حضرت تک پہنچا دیا، یوں الحمد للہ پھر حضرت کی بارگاہ میں پہنچ گئے۔ حضور اشرف الفقہا کی نفیس عادتوں میں سے ایک عادت آنے والے سے خندہ پیشانی سے ملنا، حضرت کی ایک ایسی خوبی تھی کہ جب بھی کوئی ملاقات کے لئے یا کوئی ضرورت لے کر آپ کے پاس حاضر ہوتا، آپ مسکرا کر اس سے ملاقات کرتے، آپ کے اس مبارک عمل سے آنے والے کا آدھا مسئلہ تو ایسے ہی حل ہو جاتا، جب عرفات میں ملاقات ہوئی تو چہرے پر وہی مسکراہٹ، پھر فرمانے لگے کہ مولانا بہت صحیح وقت پر پہنچے اس لئے کہ ہم لوگ سورۂ حج کی تلاوت کے لئے نکل رہے ہیں۔ یوں اس عظیم دن بھی ہم لوگ حضرت کی محفل سے محروم نہ رہے، خلیفۂ حضور اشرف الفقہا حضرت علامہ مولانا سید شمس تبریز صاحب بنگلور نے سورۂ حج کی تلاوت فرمائی اور حضور اشرف الفقہا نے رقت آمیز دعا، آپ ہی کی دعا پر محفل کا اختتام ہوا۔ بعد محفل فوراً اعلان ہوا کہ نماز عصر کا وقت ہوتے ہی باجماعت نماز ادا کی جائیگی اور اس کے فوراً بعد کھلے آسمان کے نیچے کھڑے ہو کر حضور اشرف الفقہا کل امت مسلمہ کے لئے دعا فرمائیں گے۔ سبحان اللہ! ہم نے وقت دیکھا تو تیس سے پینتالیس منٹ باقی تھے سوچا اپنے خیمہ میں چکر لگالیں اس نیت سے نکلے اور دل میں خیال آیا کہ عرفات میں بارش ہو جائے تو کتنا اچھا ہو کہ ظاہر باطن سب صاف ستھرا ہو جائے، ابھی میں اپنی اہلیہ سے اسی موضوع پر مزید بات کرتا کہ سبحان اللہ! ماشاء اللہ! الحمد للہ! عرفات میں موسلا دھار بارش بجلی کڑا کے کے ساتھ شروع ہوگئی اور تقریباً بیس پچیس منٹ مسلسل ہوتی رہی، لگ نہیں رہا تھا کہ اب بند بھی ہوگی کہ پھر وہی رب کی قدرت دس منٹ میں بالکل ختم اور سورج چمکنے لگا، پہلے گرمی اور حبس دور کرنے کے لئے رحمت والی بارش اور پھر بارش کی ٹھنڈ دور کرنے کے لئے سورج کی گرمی، عرب میڈیا کے مطابق تقریباً پچیس سال بعد عرفہ کے دن بارش ہوئی۔ جیسا کہ نماز عصر کا اعلان تھا وقت مقررہ پر حضرت علامہ مولانا سید شمس تبریز صاحب کی صدا 'حی علی الصلوٰۃ' 'حی علی الفلاح' گونجنے لگی اور جلد ہی وہ جگہ جو نماز کے لئے خاص تھی بھر گئی، سب نے حضور اشرف الفقہا کی اقتداء میں نماز عصر ادا کی، بعد نماز عصر کھلے آسمان تلے دعا اللہ اکبر وہ منظر آج بھی نگاہوں میں پھرتا ہے اور لگتا ہے جیسے یہ کل کی بات ہے۔ دعا سے فارغ ہوئے تو وقت کافی گزر چکا تھا اور حضرت سے ملنے والوں کی وہاں بھی بھیڑ تھی۔ میدان عرفات میں بھی "اشرف الفقہا زندہ باد" کے نعرے بلند ہو رہے تھے۔ اللہ نے اپنے محبوب کے صدقے حضور اشرف الفقہاء کو کیا شان عطا فرمائی تھی سچ ہے 'وتعز من تشاء وتذل من تشاء'۔

هم لوگ بغیر ملاقات واجازت کے واپس لوٹ گئے۔ یوں وہ حج کا رکن اعظم وقوف عرفہ بہت اچھے طریقے سے ادا ہوا۔ اب آنے والی رات مزدلفہ کی بڑی مبارک شب تھی اور رات میں حضرت کو فون وغیرہ کر کے پریشان کرنا مناسب نہ لگا، پھر بھی ایک مرتبہ میری اہلیہ نے فون کیا تو معلوم ہوا کہ حضرت بہت ہی آرام سے مزدلفہ پہنچ چکے تھے۔ الحمد للہ رب العلمین۔ وہ مبارک رات بھی بہت آسانی سے گزر گئی، اول وقت میں نماز فجر کے بعد مزدلفہ سے منیٰ کے لیے روانگی، ہم منیٰ پہنچے تو میں نے اپنی اہلیہ کو گروپ کے ساتھ خیمے میں بھیج دیا اور میں تنہا رمی کے لئے آگے بڑھنے لگا کیونکہ آج مجھے پانچ سو سے زائد بکروں کی قربانی کرنی تھی اور حرم میں میرے لئے یہ پہلا موقع تھا، ابھی تک عزیز العلماء یہ اہم ذمہ داری ادا کرتے آ رہے تھے۔ امسال بھی انہوں نے اپنے ذمہ پر لیا تھا اور ہمیں ان کا ساتھ دینا تھا لیکن رب کو کچھ اور منظور تھا۔ خیر جب جمرات سے بالکل قریب ہونے لگا تو سوچا حضرت کو فون کرلوں، فوراً فون لگایا اور پہلی ہی رنگ میں السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: کہاں پہنچے؟ عرض کی حضور کبری (پل) کے نیچے، فرمایا: وہیں ٹھہرو، پانچ منٹ میں ہم بھی پہنچ رہے ہیں۔ سبحان اللہ! پھر اللہ تعالیٰ نے میرے لئے آسانی فرمائی پانچ منٹ بھی نہ ہوئے تھے کہ حضرت نظر آگئے۔ داہنی جانب ہمارے انصار بھائی اور بائیں جانب حضرت علامہ مولانا سید شمس تبریز صاحب درمیان میں حضرت، سلام علیک کے بعد خوب دعاؤں سے نوازا اور فرمایا کہ مولانا غلام مصطفیٰ صاحب کے لئے اللہ تعالیٰ آسان فرماتا تھا تمہارے لئے اور مزید آسانی فرمائے یہ فرما کر پیٹھ تھپ تھپائی اور کندھا پکڑا اور جمرات کی طرف ہم لوگ بڑھ گئے۔ رمی کے بعد بھی حضرت بالکل تازہ دم لگ رہے تھے۔ چوراسی سال کی عمر ہونے کے باوجود حضور اشرف الفقہا مزدلفہ سے جمرات اور پھر جمرات سے تقریباً تین کلومیٹر دور مین روڈ تک پیدل تشریف لائے یقیناً یہ آپ پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل تھا۔ ہم لوگ وہاں حضرت کے ایک مرید حاجی اکرم بھائی کے گھر پہنچے جہاں پر ناشتے کا اہتمام تھا۔ میں نے اور سید صاحب نے جلدی جلدی ناشتہ کیا اور قربانی کے لیے نکل گئے، ایک تو وقت کافی ہو چکا تھا اور مولانا عبد القادر صاحب پہلے سے پہنچ چکے تھے۔ انصار بھائی وہیں اکرم بھائی کے ساتھ حضرت کی خدمت میں ٹھہرے رہے۔

جہاں پر قربانی کا انتظام تھا وہاں پہنچتے پہنچتے کافی دیر ہوگئی، پانچ سو سے زائد قربانی کیسے ہوگی؟ اس کی بہت فکر تھی لیکن جب قربانی شروع ہوئی تو پھر پتہ ہی نہ چلا۔ الحمد للہ یہ حضرت کی دعاؤں کی برکت تھی معمول کے مطابق پہلا بکرا سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے پھر حضور اشرف الفقہا کے نام سے قربان کیا۔ جیسے ہی حضرت کے نام سے قربانی ہوگئی میں نے انصار بھائی کو فون کر دیا، انہوں نے حضرت کا حلق کروایا یوں آپ کا 32 واں اور آخری حج مکمل ہوا۔ ہندوستان روانگی میں ابھی چار دن باقی تھے کئی بار محفلیں ہوئیں یہاں تک کہ جانے سے ایک دن پہلے حضرت نے دعوت بھی کھلائی، ہوا یوں کہ اچانک حضرت کا فون آیا کہ کل میری طرف سے دعوت رہے گی، اللہ اکبر! جب میں اہلیہ کے ساتھ ہوٹل پہنچا تو حضرت نے فرمایا کہ اکرم (حضرت کے مرید) کے یہاں کھانا بنوایا تھا کہ میری پوتی کی دعوت کرنا ہے۔ میری اہلیہ ہمیشہ حضرت کو دادا ہی کہہ کر پکارتی اور حضرت بھی بہت چاہتے تھے جہاں بھی وہ جاتی حضرت اس کا تعارف یوں ہی کراتے، یہ میری بڑی پوتی اور یہ صرف میری اہلیہ کے لئے نہیں بلکہ عزیز العلماء کے سارے بچوں کے لیے یہی معاملہ تھا۔ حضرت میری اہلیہ کی وجہ سے مجھے بھی بہت نوازتے رہے اور رہینگے ان شاء اللہ۔ حرم میں حضور اشرف الفقہاء کی آخری شب تھی، ہم لوگ مستجاب کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت نے مجھے اور میری اہلیہ کو مخاطب کرتے ہوئے خوب دعائیں دی اور فرمایا کہ تم دونوں نے قدم قدم پر دھیان رکھا اور خدمت کی کہ مولانا کی کمی محسوس نہ ہونے دی اور پھر خوب دعاؤں سے نوازا۔ آج بھی جب میں وہ جملہ سوچتا ہوں تو اپنے آپ سے کہتا ہوں کہ حضرت نے صرف ہماری حوصلہ افزائی کے لئے فرمایا تھا ورنہ ہم دس مل کر بھی مولانا غلام مصطفیٰ صاحب جیسی خدمت نہیں کر سکتے کہ انہوں نے تو اپنے آپ کو حضرت والا کے لئے وقف کر دیا تھا۔ رات میں ہم لوگ حضرت کو چھوڑ کر ہوٹل چلے گئے، صبح نو بجے پھر حضرت کے ہوٹل پہنچے لیکن حضرت تو پہلے ہی ہندوستان کے لئے روانہ ہو چکے تھے، ہمارے انصار بھائی موجود تھے جنہوں نے کچھ سامان دیا جو حضرت ہمارے لئے دے کر گئے تھے۔ ہم لے کر واپس اپنے ہوٹل آگئے، یوں حضرت کے ساتھ ایک بابرکت سفر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اختتام کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ حضور اشرف الفقہاء کے درجات بلند فرمائے اور عزیز العلماء کے ذریعہ حضرت کے علمی وروحانی فیضان کو عام اور تام فرمائے۔ آمین ■■

مکہ مکرمہ: مسجد الحرام کا ایک روح پرور منظر جہاں اللہ نے حضرت کو حج وزیارت کے لیے ۳۳/ بار بلایا، عمرے کا تو شمار ہی کیا ہے (فائل فوٹو)

حضور اشرف الفقہا کے ساتھ ایک یادگار سفر

حضرت جب بھی ناسک تشریف لاتے، ایک روحانی امنگ چھا جایا کرتی

سید آصف اقبال رضوی مصباحی

آج سے کوئی ۲۲/سال قبل ۲/تا۴/اکتوبر ۱۹۹۸ء مطابق ۱۰ تا ۱۲/ جمادی الآخر ۱۴۱۹ھ ناسک میں تین روزہ پروگرام کے لئے مفتی اعظم مہاراشٹر، اشرف الفقہا، صدر المناظرین، شارح کلام رضا، پیر طریقت حضرت الحاج مفتی مجیب اشرف خلیفۂ سرکار مفتی اعظم ہند (علیہ الرحمۃ والرضوان) نے وقت دیا تھا لیکن بخدا تاریخ دینے سے پہلے کوئی بھاؤ تاؤ نہ پیشگی کرائے کا تقاضہ، بس فون کیا گیا اور حضرت کے خادم خاص وفرزند روحانی محبوب العلما حضرت مولانا غلام مصطفیٰ صاحب قبلہ نے کچھ دیر بعد یہ تاریخیں عنایت فرما دیں۔ خدا خدا کر کے ۲/اکتوبر کی صبح نمودار ہوئی، سیواگرام ایکسپریس سے حضور اشرف الفقہا علیہ الرحمہ صبح سویرے ناسک روڈ ریلوے اسٹیشن پر قدم رنجہ فرمانے والے تھے، عشاق ومحبین کی بھیڑ تھی، وفور جذبات سے ہر کوئی پر جوش نظر آ رہا تھا۔ ٹرین پلیٹ فارم پر رکی۔ ایک ایک کر کے مسافر اترتے رہے اور بالآخر بدلیوں کے چاند کی طرح حضرت کا ہنستا، مسکراتا، شگفتہ، نورانی چہرہ ٹرین کے دروازے پر رونما ہوا، مشتاقان دید کی گویا عید ہوگئی، پلیٹ فارم فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھا، گل پوشی ودست بوسی کے بعد ہم قیام گاہ کی طرف روانہ ہوئے تو اسی کار میں پچھلی سیٹ پر احباب کے ساتھ میں بھی موجود تھا۔ حضرت نے سب کے احوال دریافت فرمائے اور پھر پہلی بات جو ارشاد فرمائی وہ یہ تھی کہ دونڈائچہ ضلع دھولیہ مہاراشٹر (راقم الحروف کے وطن مالوف) میں سنیوں کے درمیان آپسی رنجش کافی بڑھ گئی ہے۔ ان میں صلح وصفائی کے لیے آج رات پروگرام ختم ہوتے ہی دونڈائچہ روانہ ہونا ہے۔ کل اتوار ۳/اکتوبر ۱۹۹۸ء صبح ۱۰/ بجے وہاں شرعی عدالت قائم ہوگی جس میں فریقین کے درمیان فیصلہ کرنا ہے اور فوراً ناسک واپس آکر رات کا پروگرام بھی کرنا ہے۔ مجھے مخاطب فرمایا کہ آپ ایک کار کرایہ سے لے لیں تاکہ آج پروگرام کے فوراً بعد روانگی ہو سکے"۔ ابھی ابھی تو حضرت ٹرین سے ایک لمبا سفر کر کے اترے ہی تھے اور قیام گاہ پہنچے بھی نہیں تھے لیکن خدمت دین کا جذبہ تو دیکھو، اس وقت حضرت کی عمر شریف ۶۳/سال تھی ضعیف العمری کے تمام آثار موجود ہونے کے باوجود دین وسنیت کی خدمت کا جذبہ اپنے شباب پر تھا۔

حسب ارشاد اس دور کے لحاظ سے ہمیں ایک ٹریکس جیپ میسر آئی، حضرت کے ساتھ راقم الحروف اور حاجی ارشاد قادری، عبد الرزاق کوئی، حاجی عبد المبین کھوت، حاجی فاروق تمبولی، اعجاز مکرانی، اتنے کچھ احباب روانہ ہوئے۔ ۲۱۰/کلومیٹر کا سفر رات ۱۲/ بجے شروع ہوا اور صبح قریب ۸/ بجے ختم ہوا، راستے میں دو جگہ گاڑی پنچر ہوئی، جیسے تیسے گاؤں سے قریب پہنچے تو حضرت نے فرمایا میں کسی کے گھر میں نہیں ٹھہروں گا، نہ کسی کے یہاں ناشتہ یا کھانا کھاؤں گا، اس لیے کہ وہاں مجھے فیصلہ کرنے جانا ہے اور شرعاً فریقین میں سے کسی کے یہاں مجھے رکنا، کھانا، پینا منع ہے۔ حضور والا کا یہ کمال احتیاط دیکھ کر ہر کوئی بہت متاثر ہوا مگر میں پریشان ہو گیا کہ آخر حضرت کو گاؤں میں کہاں ٹھیرایا جائے۔ میں اسی سوچ میں ڈوبا ہوا تھا کہ حضرت نے خود ہی میری شکل کشائی کرتے ہوئے فرمایا "میں مسجد میں یا کسی مکتب ومدرسہ میں ٹھہروں گا" اور پھر کچھ ہی دیر میں ہم جامع مسجد پہنچ گئے۔ حضرت بڑی تیزی سے اترے اور مسجد کے بازو میں جو مکتب ومدرسہ عربیہ حنفیہ سنیہ کی عمارت ہے، اس میں جا کر بیٹھ گئے۔ ہم پریشان تھے کہ وہاں نہ کوئی وضوخانہ ہے اور نا ہی دیگر کوئی انتظام، اب کیا ہوگا؟

حضرت بھی رات بھر کے جاگے ہوئے اور سبھی تکان سے چور چور تھے، چائے ناشتہ کچھ بھی نہیں ہوا تھا مگر ماشاء اللہ حضرت کے چہرے پر نا تکان کے آثار تھے نہ کوئی بے چینی۔ آنے والے آتے جا رہے تھے اور حضرت کی دست بوسی کرتے جا رہے تھے کہ حاجی عبد الرزاق قریشی صاحب آئے اور انہوں نے حضرت کو اپنے گھر چلنے کی دعوت پیش کی مگر حضرت نے انکار کر دیا، ساتھ ہی مسئلہ بتا دیا کہ "میں فریقین میں سے کسی کے یہاں نہیں رک سکتا" تو حاجی صاحب نے عرض کیا "حضور! میں دونوں پارٹی میں سے کسی میں نہیں ہوں، میرا اس معاملہ سے کچھ لینا دینا نہیں ہے۔" ہر طرح سے اطمینان کرنے کے بعد حضرت حاجی صاحب کے یہاں تشریف لے گئے جہاں ہر طرح کا انتظام تھا۔ گھنٹے بھر بعد غوثیہ مسجد، غوثیہ نگر، دونڈائچہ میں شرعی عدالت کی نشست قائم ہوئی جہاں صدر اجلاس کی حیثیت سے پہلے ہی سے بقیۃ السلف، عمدۃ الخلف حضرت علامہ مفتی عبد الحلیم صاحب قبلہ مدظلہ العالی موجود تھے، مفتیان کرام کی ایک نورانی جماعت بھی جلوہ گر تھی جس میں قاضی اہل سنت مفتی واجد علی یار علوی (مالیگاؤں) اور علامہ مفتی رحمت اللہ مصباحی بھی موجود تھے۔ مفتیان کرام کے فیصل بورڈ کے صدر اعلیٰ کی حیثیت سے حضور اشرف الفقہا جلوہ بار ہوئے۔ شرعی عدالت کی کارروائی شروع کرتے ہوئے اشرف الفقہا نے پہلے عوام سے بالخصوص فریقین سے شرعی بورڈ کے فیصلے پر بالکلیہ رضامندی کی ضمانت لی اور فریقین میں سے ہر ایک کی بات پورے اطمینان وسکون سے سن کر، مفتیان کرام سے رائے مشورہ کر کے حتمی فیصلے صادر فرمایا۔ راقم الحروف نے جو حضرت کے قریب ہی تھا اور صادر ہونے والے احکامات قلم بند کرنے پر مامور تھا، فیصلے تحریر کئے، بالآخر مفتیان کرام کے دستخط کے بعد فیصلہ سنایا گیا۔

ناسک: جامعہ بنات الصالحات کی عالیشان عمارت (فائل فوٹو)

ان بزرگوں کا حد درجہ احتیاط کے ساتھ حرف بہ حرف حق بجانب فیصلہ فریقین نے خوشی خوشی بسر وچشم قبول بھی کیا، صرف ایک شخص نے جو کہ فریقین میں سے نہ تھا اپنی عقلمندی بگھارتے ہوئے کچھ باتیں کہیں جو فریقین میں انتشار کا سبب بن سکتی تھیں۔ اس پر میں نے دیکھا کہ بلا لومۃ لائم بڑے ہی جرأت مندانہ انداز کے ساتھ حضرت نے اس شخص کو کڑے لہجے میں ڈانٹ پلائی۔ یہ پہلا موقع تھا جب میں نے اشرف الفقہا کو سراپا جلال دیکھا، آپ نے فیصلے کا کاغذ میرے ہاتھ سے لے کر پھاڑ دیا اور مجلس سے اٹھ کر چل دیئے، حضرت کے تو یہ تیور تھے ادھر حضور مناظر اسلام مفتی عبد الحلیم صاحب قبلہ بھی سراپا غیظ وغضب اپنے مریدین کو سخت وسست سنا رہے تھے۔ ایک لمحہ میں مجلس کا نقشہ کیا سے کیا ہو گیا۔ حضرت وہاں سے سیدھے جامع مسجد کے مدرسہ میں آکر بیٹھ گئے جہاں فریقین اور گاؤں کے سربرآوردہ لوگ اور جامع مسجد کے امام حضرت مولانا محمد رضا حبیبی علیہ الرحمہ روتے ہوئے حاضر بارگاہ ہوئے۔ سبھی حضرات حضور اشرف الفقہا کے قدموں میں گر کر، رو رو کر، پیر پکڑ پکڑ کر عہد کر رہے تھے کہ حضور اب آگے ہم آپس میں کوئی اختلاف نہ کریں گے مل جل کر رہیں گے، اتحاد واتفاق کے ساتھ کام کریں گے، ہمیں شرعی بورڈ کے سارے فیصلے منظور ہیں، اب ہم ایک دوسرے کے بھائی ہیں، اب آپ کو ہماری کوئی شکایت نہیں سنائی دے گی۔ بخدا وہ منظر ہی کچھ ایسا تھا کہ بھلائے نہیں بھلایا جاتا، سارا گاؤں رو رہا تھا اور حضرت کا جلال اب بھی قائم تھا۔ بڑی دیر کے بعد حضرت نے فرمایا "ٹھیک ہے میں نے معاف کیا مگر میں تم سے خوش نہیں ہوں، میرا دل ناراض ہے، میں اس وقت خوش ہوؤں گا جب کہ تم مل جل کر کام کروگے اور غوثیہ مسجد کا کام آناً فاناً پایۂ تکمیل تک پہنچاؤ گے، دونڈائچہ کے آس پاس جہاں کہیں پروگرام ہوگا اور میرا گذر یہاں سے ہوا تو میں خود آکر دیکھوں گا، کام آگے بڑھا ہوا دکھائی دیا تو ٹھیک ورنہ میں تم لوگوں سے ہرگز راضی نہیں رہوں گا اور آئندہ کبھی تمہارے گاؤں میں قدم نہ رکھوں گا"۔

اللہ اللہ!!! الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کا جیتا جاگتا منظر ہم اپنی جاگتی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے، ان کا ناراض ہونا بھی اللہ واسطے تھا اور راضی ہونا بھی اللہ واسطے تھا، اپنے نفس کے لیے کچھ بھی نہ تھا۔ وہ دن ہے اور آج کی گھڑی جامع مسجد اور غوثیہ مسجد کے اراکین میں پھر کوئی اختلاف ہوا ہی نہیں اور اگر تھوڑا بہت ہوا بھی تو آپس میں ہی پیار محبت سے حل کر لیا گیا۔ آج غوثیہ مسجد ماشاء اللہ بڑی خوب صورت اور عالیشان بن کر دعوت نظارہ دے رہی ہے بلکہ حضرت کا پروگرام شہادہ یا نندوربار آس پاس کہیں ہوا تو ایک دوبار حضرت دونڈائچہ سے گذرتے ہوئے نماز کی ادائیگی کے بہانے اچانک بغیر کسی پیشگی اطلاع کے جامع مسجد پہنچے بھی اور وہاں کے حالات مسجد کی تعمیر وغیرہ کا جائزہ بھی لیا اور کام ترقی پذیر دیکھ کر اظہار خوشی بھی فرمایا۔

دوپہر کا کھانا ہوا پھر ناسک کے لیے واپسی کا سفر شروع ہوا سبھی شرکاء سفر تکان سے نڈھال تھے مگر حضرت کی شگفتہ روئی میں ذرہ بھر فرق نہیں آیا تھا، میں نے شہر ناسک کے لیے زبدۃ التوقیت، ظہور الاوقات اور دیگر کتب سے بڑی عرق ریزی اور محنت کے بعد دائمی تقویم صوم وصلوٰۃ ترتیب دیا تھا اس کا ایک مسودہ ساتھ رکھ لیا تھا تاکہ حضرت سے چیک کروالیں۔ ناسک سے دونڈائچہ، دونڈائچہ سے ناسک آنے جانے کے درمیان کئی گھنٹے حضرت نے الگ الگ جگہ سے وقت چیک کیا کئی مقامات پر مجھ سے پوچھ گچھ فرمائی گویا میرا امتحان بھی ہو گیا، بالآخر پروگرام کے آخری دن اس دائمی تقویم کے لیے اپنی تائید وتصدیق کی تحریر بھی عنایت فرمائی جس میں حقیر فقیر کو گراں قدر دعاؤں سے نوازا۔ راستے میں عصر ومغرب کی نماز ادا کی گئی اور عشا کے وقت ہم ناسک پہنچ گئے مگر سب تھک کر نڈھال ہو چکے تھے میں تو اس رات پروگرام میں بھی حاضر نہیں ہو سکا بس نماز پڑھا اور بغیر کھائے پیئے جو سویا تو فجر میں آنکھ کھلی آخری دن دوپہر ۱۲/ بجے حضرت کے پاس گیا تو بھی مجھ پر تکان غالب تھی جبکہ میں اس وقت ۲۸/سال کا جوان تھا مگر حضرت کو دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا، آپ تو اپنی نشست پر یوں ترو تازہ جلوہ فرما تھے اور ملاقاتیوں سے اپنے مخصوص انداز میں مسکراتے ہوئے گفت وشنید میں مشغول تھے مانو کوئی سفر وغیرہ کیا ہی نہیں ہے۔

حضرت جب بھی ناسک تشریف لاتے ایک روحانی امنگ چھا جایا کرتی تھی، تمام مریدین ومحبین واحباب اہل سنت میں خوشی کا ماحول پیدا ہو جاتا تھا اور جب حضرت ناسک سے جاتے تو چاہنے والوں کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے۔ حضرت کے رخصت ہونے کے بعد یکلخت عجیب سی ویرانی، بے چینی چھا جاتی لیکن اب یہ سب باتیں صرف یادیں بن کر رہ گئی ہیں جن کو بار بار یاد کر کے دل کو بس ایک تسلی دینے کا کام رہ گیا ہے۔ اب ایسا شریعت کا پابند، مسلک اعلیٰ حضرت کا سچا داعی، حق گو، حق شناس، خلیق، ملنسار، بافیض مخلص، بےلوث، بے باک، دور اندیش، مونس وغمخوار رہبر ورہنما کہاں ملے گا جسے ہم اپنے دینی ودنیاوی مسائل پیش کر کے صحیح رہنمائی حاصل کر سکیں۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے وطفیل سیدی سرکار اشرف الفقہا کی تربت اطہر پر رحمت ونور کی بارش فرمائے، جنت میں مصطفیٰ جان عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق رفیق عطا کرے۔ آمین

فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری # ہزاروں رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر

(مضمون نگار حضور اشرف الفقہاء کے خلیفہ، جامعۃ البنات الصالحات کے پرنسپل اور کاغذی پورہ کتھڑہ مسجد، ناسک کے خطیب وامام ہیں) ■■

علاقۂ خاندیش پر اشرف الفقہا کی نوازشات

محسن رضا ضیائی، پونہ

خاندیش ریاست مہاراشٹر کا ایک علاقہ ہے جو جلگاؤں، دھولیہ اور نندوربار اضلاع کو محیط ہے۔ خلجیوں اور تغلقوں کے ادوار میں اس کی حیثیت ایک صوبہ کی رہی ہے۔ فیروز خان تغلق کے دورِ حکومت میں ملک راجا فاروقی یہاں کا صوبہ دار ہوا، جس کے بعد فاروقی خاندان نے یہاں قریب ۲۲۵/ سال حکومت کیا۔ یہ سرزمین ہندوستان کی تاریخ کے بہت سے نشیب وفراز کی گواہ ہے۔ اس کی سرحدیں مشرق میں برہان پور (مدھیہ پردیش)، مغرب میں ناسک، جنوب میں اجنتا اور شمال میں گجرات سے ملتی ہے۔ موسم اور آب وہوا کے اعتبار سے یہ علاقہ اپنی نظیر آپ ہے۔ یہ بہت ہی زرخیز زمین ہے۔ یہاں کیلے، کپاس گندم، تمباکو، لال مرچ، مونگ پھلی اور گنے کی کاشت بڑے پیمانے پر ہوتی ہے۔ سب سے اہم اور خاص بات یہ ہے کہ یہاں کے باشندے اپنی قدیم روایتی وعلاقائی زبان اور مخصوص انداز سے ہر جگہ پہنچانے جاتے ہیں۔

اِس سرزمین کو اپنے وقت کے عظیم صوفیا اور علمائے کرام نے اپنے قدومِ میمنت لزوم سے نوازا جن کی صوفیانہ تعلیمات اور روحانی فیوض وبرکات سے آج یہاں اسلام وسنیت کی بہاریں ہی بہاریں ہیں۔ یہاں اپنے وقت کے بڑے بڑے ادبا وشعرا بھی پیدا ہوئے، جنہوں نے ادب وشاعری کو کافی پروان چڑھایا۔ ماضی قریب میں یہ ملک بھر کے علما ومشائخ کا مرکزِ توجہ بھی رہی ہے، جنہوں نے اپنی دینی، علمی اور دعوتی خدمات سے یہاں کے حالات میں گوناگوں تبدیلیاں لائیں اور خاص طور سے دین وسنّیت کے حوالے سے لوگوں میں احساس وشعور بیدار کیا۔ ان میں سب سے زیادہ نمایاں اور قابلِ ذکر نام حضور اشرف الفقہا حضرت علامہ الحاج مفتی محمد مجیب اشرف صاحب علیہ الرحمہ کا ہے جو یہاں ۱۹۸۰ء کی دہائی سے تا وفات تشریف لاتے رہے۔ آپ نے اپنے روحانی وعرفانی خطابات سے عوام میں دینی، علمی اور اخلاقی شعور بیدار کیا اور اپنی انتھک محنت وکوشش سے کئی مساجد و مدارس اور لائبریریوں کا قیام عمل میں لایا۔ ان سب کارناموں اور سرگرمیوں کی بنیاد پر پورے علاقۂ خاندیش میں بڑی تعداد میں آپ کے مریدین، معتقدین، محبین اور متوسلین پائے جاتے ہیں۔ یہ سب آپ کی دینی، علمی، تعمیری، رفاہی اور تبلیغی مساعیٔ جمیلہ کا نتیجہ ہے۔ ہم یہاں علاقۂ خاندیش کے تینوں اضلاع میں حضور اشرف الفقہا علیہ الرحمہ کی خدمات کا ایک مختصر جائزہ پیش کر رہے ہیں:

☆ جلگاؤں جو خاندیش کا ایک اٹوٹ حصہ ہے، یہاں حضور اشرف الفقہا علیہ الرحمہ کی پہلی بار آمد غالباً ۱۹۹۰ء کی دہائی میں ہوئی، اس وقت یہاں کے مسلکی و مذہبی حالات دگرگوں تھے۔ لوگوں میں بدعات و خرافات اور غیر شرعی رسومات کا چلن عام تھا، بدعقیدگی وگمرہی بھی اپنے اوج پر تھی۔ لوگوں میں دین وسنیت کے تعلق سے شعور وبیداری کی بہت زیادہ کمی تھی، مسلکِ اعلیٰ حضرت کیا ہے، کسی کو پتہ نہ تھا اور ان سب پر مستزاد یہ کہ یہاں اہل سنت و جماعت کی بمشکل ایک مسجد تھی۔ ایسے ناگفتہ بہ حالات میں آپ نے جلگاؤں اور اس کے اطراف وجوانب میں اپنے تبلیغی اسفار کا سلسلہ شروع فرمایا۔ جلد ہی آپ نے پورے ضلع میں اپنا ایک اثر و رسوخ قائم کر لیا اور پھر رفتہ رفتہ غلط اقدار وروایات اور باطل افکار ونظریات کی اصلاح فرمائی۔ اسی طرح آپ دیہی علاقوں میں بھی تشریف لے گئے اور وہاں دینی، تعلیمی اور سماجی بیداری لانے میں کلیدی رول ادا کیا۔

آپ کی مختلف اور ہمہ جہتی خدمات کے نتیجہ میں جلگاؤں اور اس کے اطراف و جوانب جیسے نصیر آباد، بھساول، راویر، یاول، عادل آباد، جام نیر، چوپڑا، چالیس گاؤں، املنیر، پاچورا، ایرنڈول اور کاسودہ وغیرہ میں بڑی تعداد میں مساجد و مدارس قائم ہیں، جن میں سے بعض مساجد ومدارس کے بانی آپ ہیں۔ آپ کی ان ہی خدمات و نوازشات کے اعتراف میں آپ کو ۲۵/ویں حج کے موقع پر اہلیانِ جلگاؤں کی جانب سے ایوارڈ سے بھی نوازا گیا۔

☆ نندوربار جو علاقۂ خاندیش کا ایک اہم ضلع ہے، حضور اشرف الفقہا علیہ الرحمہ ۱۹۸۰ء کی دہائی سے تشریف لاتے رہے اور اپنی سحر آفریں خطابت سے دین وسنیت کی بیش بہا خدمات سرانجام دیتے رہے۔ یہاں آپ کی تشریف آوری سے قبل کے حالات بھی جلگاؤں سے مختلف نہیں تھے۔ جب آپ نے یہاں پہلی مرتبہ دعوت وتبلیغ کے ارادے سے قدم رکھا تو اس وقت یہاں گمرہیت وبدعقیدگی اور جہالت وتاریکی بکھری ہوئی تھی۔ لیکن آپ نے اپنے داعیانہ فکر وکردار اور دل نشیں سخن وگفتار سے یہاں کے لوگوں کے دلوں میں اسلام وسنیت کی شمعوں کو فروزاں کیا، اور اپنے دامنِ بیعت وارادت سے منسلک کر کے انہیں دین وسنّیت پر مضبوطی کے ساتھ کاربند فرمایا۔ جب آپ یہاں پہلی بار تشریف لائے تھے تو کل دو مساجد تھیں، لیکن آج آپ کی دعوت وتبلیغ کے نتیجہ میں یہاں اہل سنت وجماعت کی آٹھ مساجد اور دارالعلوم چشتیہ نجم العلوم کی شکل میں ایک دین کا مضبوط قلعہ تعمیر ہے، جہاں سیکڑوں طالبانِ علوم نبویہ اپنی علمی تشنگی کو بجھا رہے ہیں۔ یقیناً اہلِ نندوربار پر آپ کا یہ ایک عظیم احسان ہے۔

☆ اسی طرح پاورلوم صنعت کے لیے مشہور دھولیہ اور اس کے اطراف و اکناف پر بھی آپ کی نوازشات وعنایات کی جھما جھم بارش برستی رہی اور وہ علاقہ آپ کے علوم وفیضان سے سرسبز وشاداب ہوتا رہا۔ آپ نے یہاں بھی اپنی انقلاب آفریں خطابت سے لوگوں میں وافر تبدیلیاں پیدا کیں، اس کے اثرات آج بھی لوگوں کے قلوب واذہان پر ثبت ہیں۔ دھولیہ ضلع کے شیرپور، ڈونڈائچہ اور دیگر تعلقوں میں بھی آپ نے اپنی توجہ منعطف فرما رکھی تھی اور جب بھی موقع ملتا آپ وہاں تشریف لے جاتے اور ان علاقوں کو اپنے مواعظِ حسنہ سے مالا مال فرماتے تھے۔ اس سرزمین پر بھی آپ کی بےشمار دینی اور رفاہی خدمات ہیں، جنہیں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ آپ کے حلقۂ ارادت سے وابستگان کی بھی بہت بڑی تعداد ہے، جو آپ کی دینی اور مسلکی خدمات کی شاہدِ عدل ہے۔ اہلیانِ دھولیہ نے آپ کی خدمت میں "امام احمد رضا ایوارڈ" پیش کر کے آپ کی گوناگوں خدمات واحسانات کا اعتراف واقرار بھی کیا، جو قابلِ ستائش ہے۔

حضور اشرف الفقہا علیہ الرحمہ کا ایک بہت بڑا اور نمایاں کارنامہ مولانا عبد الغنی نصیر آبادی علیہ الرحمہ تھے۔ فخر خاندیش حضرت مولانا عبد الغنی نصیر آبادی علیہ الرحمہ ایک باعمل اور متحرک وفعّال عالمِ دین گزرے ہیں، آپ ہی کے تلمیذ وخلیفہ تھے۔ مولانا عبد الغنی نصیر آبادی علیہ الرحمہ کی شکل میں آپ نے علاقۂ خاندیش کو ایک قیمتی اور انمول ہیرا عطا فرمایا تھا، جنہوں نے اپنی دینی، علمی اور دعوتی سرگرمیوں سے پورے علاقہ میں ایک انقلاب پیدا کر دیا۔ یقیناً "فخر خاندیش" حضور اشرف الفقہا علیہ الرحمہ کی ایک بہت بڑی عطا اور نوازش تھے۔

حضور اشرف الفقہا علیہ الرحمہ ایک عظیم داعی ومبلغ، بہترین واعظ وخطیب اور گوناگوں اوصاف وکمالات سے متصف شخصیت کے حامل تھے۔ امت کے لیے آپ ایک دھڑکتا ہوا دل رکھتے تھے، یہی وجہ ہے کہ آپ نے بے سروسامانی اور انتہائی مشکل حالات میں خلوص وللّٰہیت اور جذبۂ واستقامت کے ساتھ علاقۂ خاندیش میں دین وسنیت کی تبلیغ واشاعت اور اس کے فروغ واستحکام کا ایک ناقابلِ فراموش فریضہ سرانجام دیا۔ امید واثق ہے کہ اہلیانِ خاندیش آپ کے ان احسانات ونوازشات پر سراپا سپاس رہیں گے اور اپنی آنے والی نسلوں کو آپ کی حیات وخدمات سے روشناس کراتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ آپ کی ان خدماتِ عالیہ کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور ہم سبھی کو آپ کے نقوشِ قدم پر چلنے کی توفیقِ ارزانی عطا فرمائے۔ آمین ■■